© rasailojaraid.com

اس میں سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ تاوان کی اتنی خطیر رقم سب کی سب مالک سے وصول کی گئی۔ مگر اصل مجرم یعنی سگریٹ پینے والوں کو جو دراصل ہوا کو خراب کرتے تھے انکو نہ عدالت میں بلایا گیا نہ ان پر مقدمہ قائم کیا گیا اور نہ ہی ان سے کسی قسم کی جواب طلبی کی گئی نہ ہی ایک پیسہ بطور جرمانہ ان سے وصول کیا گیا۔ حالانکہ سگریٹ نوش ہی اصل قصوروار تھے۔ مالک کو شاید علم بھی نہ ہو کہ کون کون سگریٹ پیتا ہے اور اس سے کسی کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

Addiction of a common kind

right to smoke everywhere, regardless of the ryghts of Recently some have claimed theb smokers. It would come as news and enlightenment to these advocates of freedom toE no smoke that some months ago in Sydney, an Australian court ruled in a landmark decision that anemployer was negligent in not protecting a non smoker from the cigarette smoking of her colleagues.

A district court awarded a psychologist Australian $85,000 in damages ager she claimed that breathing in tobacco smoke for 12 years had made her asthma worse, leading to emptysema. Lawyers for Liesel Scholem, 64, descrubed the fourman jury ruling as world frist and said it put the onuson employers to provude a smoke-free environment. It was the first time in any common law country that an employee had successfully sued an employer for negligence in not providing a smokerfee workplace. In London buses there is a notice that a smoker would be fined one thousand pounds which equals Rs50,000!

Dangers of what is called passive smoking are so well established that it requires no arqument

اہم ترین بنیادی نکتہ بادی النظر میں یہ بات کچھ عجیب سی لگتی ہے کہ جرم کرنے کوئی اور بھرنے کوئی اور۔ لیکن غور کرنے سے دو باتیں سامنے آتی ہیں اول یہ کہ ہم ھدایہ کا حوالہ دے چکے ہیں کہ غلام کی عاقلہ نہیں ہوتی۔ اسکی عاقلہ مالک ہی ہوتا ہے۔

دوسرے یہ کہ فیکٹری کے ملازم کی صورت میں یہ بات واضح ہے کہ ادویات سازی یا دوسری صنعت وغیرہ کا اجازت نامہ یعنی لائسنس ہی اس ضمانت پر ملتا ہے کہ ہر غلطی کا ضامن مالک ہوگا۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مطبوعہ ملتان جلد نمبر ۶ صفحہ ۱۲۲ پر ہمیں یہ حدیث ملتی ہے:

العاریہ مؤداہ والمنحہ مردودہ والدین مقضی والزعیم غارم (رواہ ترمذی و ابوداؤد واحمد وابن ماجہ والضیاء)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعنی عاریت پر لی ہوئی چیز لوٹائی جائیگی۔ اسی طرح دودھ پینے کے لئے بکری یا اونٹنی دے یا زمین کسی کو کچھ دن کے لئے فائدہ اٹھانے کے لئے دیدے تو اسکا بڑا ثواب ہے مگر وہ بھی واپس کرنا ہوگی مزید قرض کا واپس کرنا بھی ضروری اور فرض ہے اور جو کوئی شخص کسی کا قرض اپنے ذمے لیلے تو اب جو شخص ضامن بن جائیگا اسپر قرض دینا واجب ہوجائیگا۔ ملا قاری لکھتے ہیں:

والغرم اداء الشئی یلزمه والمعنی انه ضامن ومن ضمن دینا لزمه أداؤه

یعنی غرم اس چیز کی ادائیگی کو کہتے ہیں جو کسی پر لازم آجائے اسکے معنی ہیں کہ وہ ضامن ہے اور جو کوئی ضمانت دیگا تو اسپر لازم ہوجائیگا اسکا ادا کرنا یا ذمہ واری پوری کرنا جسکی اس نے ضمانت دی ہے۔

اب جب فیکٹری کا مالک لائسنس حاصل کرنے والا اپنا وعدہ یا ضمانت پوری کرنے سے قاصر ہوگا تو عدالت میں صرف اسی کو طلب کیا جائیگا۔ اسی سے جواب طلبی ہوگی۔ صرف اسی کو ذمہ وار ٹھیرایا جائیگا چاہے غلطی اسکے ملازم نے کی ہو۔ مالک یہ کرسکتا تھا کہ تمبا کو نوش لوگوں کو ملازم نہ رکھتا۔ یا تمباکو نوشی کا الگ کمرہ مقرر کرتا اور دفتر میں ملازموں کو سگریٹ پینے پر پابندی لگادیتا۔ علی ھذا القیاس۔ اگر اسنے صحیح انتظام نہیں کیا تو قصور مالک ہی کا شمار ہوگا۔ سزا بھی اسی کو ہوگی۔ البتہ ملازم کو وہ مقدمہ سے پہلے نوکری سے نکال سکتا تھا۔ اسنے ایسا نہیں کیا تو وہ قصوروار سمجھا جائیگا۔ اس بنیادی نکتہ کو اگر امام طحاوی کے دلائل میں شامل کرکے دیکھا جائے تو مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عدل کا مفہوم

ڈاکٹر وحید الدین چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ گومل یونیورسٹی

عدل اصل میں مصدر ہے اور یہ مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

قرآن کریم

فدیہ کے معنی ہیں۔

ولا یوخذ منها عدل [1]

اور ان سے فدیہ لیا جائے گا۔

وان تعدل کل عدل لا یوخذ منها [2]

اور اگر وہ ہر چیز (جو روئے زمین پر بطور) فدیہ دینا چاہے تو اس سے نہ لیا جائے گا۔

---

[1] البقرہ (۲) ، ۴۸ ۔

[2] الانعام (۶) ، ۷۰ ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یکساں کے مفہوم میں

او عدل ذلک صیاما لیذوق وبال امرہ [1]

یا اس کے برابر روزے رکھے تاکہ اپنے کام کی سزا کا مزہ چکھے۔

لغوی تحقیق و اصطلاحی مفہوم

عدل (بفتح الدال) کے مختلف معانی

عدل بفتح دال کے معانی قیمت، فدیہ، مرد صالح اور حق و انصاف کے آتے ہیں [2]

ماقام فی النفوس انہ مستقیم [3]

جو بات انسانی ذہنوں کو صحیح اور سیدھی محسوس ہوتی ہے وہ عدل ہے۔

امام راغب اصفہانی

العدل ھو المساوات فی المکافات [4]

مکافات میں مساوات کا لحاظ رکھنا عدل ہے۔

یعنی نیکی کا بدلہ نیکی اور بدی کا بدلہ بدی ملنا چاہیئے۔

سید شریف

عدل، افراط، تفریط کے درمیان ایک نقطۂ مساوات ہے جو اطراف کو برابر رکھتا ہے اور حق پر آکر رک جاتا ہے [5]

---

[1] المائدہ: ۹۵ [2] لسان العرب، ج ۱۱، ص ۴۳۲ [3] لسان العرب۔

[4] مفردات امام راغب، باب العین، ص ۸۴ - ۸۸۔ العدل اقثال المامورات و بذل الحق [5] التعریفات سید شریف باب العین، ص ۹۸ (امر المتوسط بین طرفی الافراط والتفریط

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابوالبقاء

عدل، ظلم کی ضد ہے، عدل یہ ہے کہ حق دار کو حق دلایا جائے اور جس کا حق نہیں اس سے لے لیا جائے۔ [۱]

علامہ عینی

عدل واجب التعمیل احکام کی تعمیل کا نام ہے۔ عدل یہ ہے کہ حق کو تسلیم کیا جائے اور ظلم کا خاتمہ کر دیا جائے۔ [۲]

الفیومی

القصد فی الامور وھو خلاف الجور [۳]

معاملات میں میانہ روی اختیار کرنا عدل ہے اور وہ ظلم کی ضد ہے

ارسطوطالیس

وعرف العدل بانہ اعطاء کل ذی حق حقہ [۴]

قرآن حکیم میں لفظ عدل اور اسکے مرادف

قرآن حکیم میں اس اصول کا ذکر لفظ عدل کے ساتھ سترہ [۱۷] آیات میں اور اس کے مشتقات کے ساتھ چھبیس [۲۶] مرتبہ ہوا ہے اور لفظ قسط بمعنی انصاف کے ساتھ تیئس [۲۳]

---

[۱] کلیات العلوم ابی البقاء وفصل العینی، ص ۲۴۶ [۲] عمدۃ القاری، شرح البخاری لعلامہ عینی، ج ۱۰، ص ۳۲۵۔

[۳] المصباح المنیر، مادہ عدل، ص ۴۸۱ [۴] یوسف توما البستانی، الشال الشرق والمغرب، الطبعۃ الثانیہ، ۱۹۸۸ء، مکتبہ دار الاندلس، بغداد، ص ۱۲۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آیات میں اس کا ذکر ہوا ہے۔ اور ظلم جو عدل کی ضد ہے۔ قرآن حکیم کی تقریباً دو سو اٹھاسی مقامات میں اس کی مذمت کی گئی ہے۔ [۲۸۸]

ظلم کے معنی ہیں " وضع الشئ فی غیر محلہ "
" کسی چیز کو اس کے اصل مقام کے علاوہ دوسرے مقام پر رکھنا "

یعنی حق دار کی حق تلفی کرنا کسی شخص کا حق روک لینا اور دبا دینا بھی ظلم ہے اور اس کا حق دوسرے شخص کو دے دینا بھی ظلم ہے اور حق کی ادائیگی میں کمی کرنا یا تاخیر کرنا بھی ظلم ہے۔

احادیث رسول ؐ اور اقوال صحابہ ؓ کرام اور تابعین میں عدل اور عادل کی مدح اور ظلم اور ظالم کی مذمت سینکڑوں مرتبہ کی گئی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ

سیاست شرعیہ کی عمارت دو ستونوں پر قائم ہے ایک ہے مناصب اور عہدے اہل تر لوگوں کو دینا اور دوسرا ہے عدل و انصاف کے ساتھ فیصلے کرنا۔ [۱]

حافظ ابن قیم ؒ

اللہ کے دین کا مقصد یہی ہے کہ اس کے بندوں کے درمیان انصاف قائم کیا جائے اور لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ [۲]

عدل اور قسط

ائمہ لغت نے عدل کے معنی القضاء بالحق بیان کیے ہیں یعنی حق کے مطابق فیصلہ کرنا۔ القسط مصدر ہے اور اس کے معنی ہیں النصیب یعنی حصہ اور حق۔ اور یہ عدل کے متبادل معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ کیوں کہ دونوں کا حاصل ایک ہی ہے یعنی حق دار کو

---

[۱] السیاستہ الشرعیہ لابن تیمیہ، ص، ۔ [۲] الطرق الحکمیہ، ص ۱۷۔ اعلام الموقعین، ج ۳، ص ۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کا حق دلانا اور دینا اور اس کے عموم میں اللہ کے حقوق بھی داخل ہیں اور ہر قسم کے انسانی حقوق بھی۔ اس لئے قیام بالقسط کے مفہوم میں یہ بھی داخل ہے کہ ظالم کو ظلم سے روکنے اور مظلوم کو حق دلوانے کے لئے شہادت میں حق اور حقیقت کا اظہار کیا جائے اور اس سے گریز نہ کیا جائے۔ جن لوگوں کے ہاتھ میں حکومت کا انتظام ہے فریقین کا کوئی مقدمہ ان کے سامنے پیش ہو تو ہر ایک کے ساتھ برابر کا سلوک اور معاملہ کیا جائے کسی ایک طرف یا کسی طرح کا میلان نہ ہونے دیں۔ معاملہ کی تحقیق میں اپنی پوری کوشش کریں پھر فیصلہ میں پورے پورے عدل وانصاف کا معاملہ رکھیں۔

قرآن حکیم میں "قسط" اور اس کے مشتقات بائیس مرتبہ وارد ہوئے ہیں۔ عدل ہی کے باعث میزان کو قسط سے تعبیر کیا گیا ہے۔

وأوفوا الكيل إذا كلتم وزنوا بالقسطاس المستقيم ۱؎

اور جب ناپ تول کرو تو پورا ناپو اور صحیح ترازو سے تول کر دو

اس اصطلاح کی نسبت اللہ کی طرف بھی ہے اور بندوں کی طرف بھی

ونضع الموازين القسط ليوم القيامة فلا تظلم نفس شيئا ۲؎

اور قیامت کے روز ہم میزان عدل قائم کریں گے سو کسی پر اصلاً ظلم نہ ہوگا۔

وأقيموا الوزن بالقسط ولا تخسروا الميزان ۳؎

اور انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول کو گھٹاؤ مت

اس مادہ کے بعض مشتقات کا استعمال ظلم کے معنی میں بھی آتے ہیں یعنی رفع عدل اور اہل سنت علماء نے اسے اضداد میں شمار کیا ہے۔

محولہ آیات جن میں عدل کا حکم دیا گیا ہے

البقرہ (۲) : ۲۸۲

النساء (۴) : ۳-۵۸-۱۳۵

۱؎ الاسراء (۱۷) : ۳۵ ۔ ۲؎ الانبیاء (۲۱) : ۴۷ ۔ ۳؎ الرحمٰن (۵۵) : ۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

المائدہ (۵) : ۸ - ۹۵ - ۱۰۶

الانعام (۶) : ۱۵۲

الاعراف (۷) : ۱۵۹ - ۱۸۱

النحل (۱۶) : ۷۶ - ۹۰

الشوریٰ (۴۲) : ۱۵

الحجرات (۴۹) : ۹

محور ۸ آیات جن میں قسط یعنی انصاف کا حکم دیا گیا

قرآن حکیم کی درج ذیل آیات میں قسط یعنی انصاف کا حکم دیا گیا ہے

البقرہ (۲) : ۲۸۲

آل عمران (۳) : ۱۸ - ۲۱

النسآء (۴) : ۳ - ۱۲۷ - ۱۳۵

المائدہ (۵) : ۸ - ۴۲

انعام (۶) : ۱۵۲

الاعراف (۷) : ۲۹

یونس (۱۰) : ۴ - ۴۷ - ۵۴

ہود (۱۱) : ۸۵

انبیآء (۲۱) : ۴۷

الاحزاب (۳۳) : ۵

الحجرات (۴۹) : ۹

الرحمٰن (۵۵) : ۲۵

الحدید (۵۷) : ۲۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عدل کا مقام

۱۔ اسمائے حسنہ میں اللہ کا اسمِ گرامی عدل بھی ہے۔

عدل اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اس کی ذات سے صادر ہونے والی ہر شئے حق و عدل ہے۔

واللہ یقضی بالحق [1]

اور اللہ تعالیٰ سچائی کے ساتھ حکم فرماتا ہے۔ اور اپنے رویۂ عدل کا اظہار یوں فرمایا ہے

وتمت کلمت ربک صدقا و عدلا لا مبدل لکلمتہ [2]

اور آپ کے پروردگار کی باتیں سچائی و عدل میں پوری ہیں اور اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں

سورۂ نساء میں قوامین بالقسط شہداء للہ ہے جبکہ مائدہ میں قوامین للہ شہداء بالقسط ہے الفاظ میں حرف بحرف مماثلت ہے مگر ترکیب بدلی ہوئی ہے قسط کو اللہ کی جگہ اور اللہ کو قسط کی جگہ لا کر ایک دوسرے کا متبادل قرار دیا گیا ہے اور اسمائے حسنہ میں اللہ جل شانہٗ کا اسمِ گرامی عدل اس کی تفسیر و تائید ہے

۲۔ کائنات میں صفت عدل کا تکوینی اظہار

اللہ تعالیٰ کی صفت عدل کا تکوینی اظہار پوری کائنات میں عیاں ہے

ما تریٰ فی خلق الرحمٰن من تفوت فارجع البصر ھل تریٰ من فطور ثم ارجع البصر کرتین ینقلب الیک البصر خاسئا وھو حسیر [3]

دیکھنے والے! کیا تو رحمٰن کی آفرینش میں نقص دیکھتا ہے ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھ۔ تجھے کوئی شگاف نظر آتا ہے پھر دوبارہ نظر کر تیری نظر (ہر بار) تیرے پاس ناکام اور نامراد تھک کر لوٹ آئے گی۔

---

[1] المومن (۴۰) ۲۰۔ [2] الانعام (۶) ۱۱۵۔ [3] الملک (۶۷) ۳-۴۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳۔ کائنات کا نظم و ضبط عدل کی مرہون منت ہے

اور یہی نظام عالم محض اللہ کے عدل و انصاف کے بل بوتے پر قائم ہے۔

شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملئکۃ واولوالعلم قائما بالقسط [1]

ترجمہ:۔ گواہی دی اللہ نے اس کی بجز اس کے کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اور فرشتوں نے بھی اور اہل علم نے بھی اور معبود بھی اس شان کے ہیں کہ اعتدال کیساتھ انتظام رکھنے والے ہیں۔

اللہ کی اس صفت عدل کا تکوینی مظاہرہ پوری کائنات میں نمایاں ہے کائنات کا نظم و ضبط مظہر عدل کی شان ہے۔

۴۔ سلسلہ رشد و ہدایت اور بعثت انبیاء کا مقصد عدل ہے

اس کا مقصد بھی عدل و انصاف کا قیام و استحکام ہے۔ گویا دنیا کے سارے نظام کا منشاء ہی قیام عدل ہے۔

ولقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس [2]

ہم نے اپنے پیغمبر کو کھلے احکام دے کر بھیجا اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب کو اور انصاف کرنے (کے حکم) کو نازل کیا تاکہ لوگ اعتدال پر قائم رہیں اور ہم نے لوہے کو پیدا کیا جس میں شدید ہیبت ہے اور اس کے علاوہ لوگوں کے اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں۔

وانزلنا الحدید میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ صرف وعظ و نصیحت کافی نہیں بلکہ شرارتی طبائع کو لوہے کی زنجیروں اور ہتھیاروں سے باندھ کر انصاف قائم رکھنے پر مجبور کر دیا جائے۔

یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالعدل [3]

اے داؤد ہم نے تم کو زمین پر حاکم بنایا ہے سو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا۔

---

[1] آل عمران (۳) ۱۸۔ [2] الحدید (۵۷) ۲۵۔ [3] ص (۳۸) ۲۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلافت ایزدی کا منشاء، اقامت عدل ہے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ اقامت عدل خلیفۃ المسلمین کے لئے فرض ہے

وان احکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھوائھم [1]

انبیاء علیہم السلام کو بما انزل اللہ کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی روشنی میں فیصلہ دینا ہی اقامت عدل ہے گویا اسلامی شریعت عدل پر قائم ہے اس کا ہر ہر حکم عدل پر مبنی ہے جہاں عدل ہوگا وہاں شریعت ہوگی۔

ابن قیم

ابن القیم نے شریعت کے اصول واحکام کو کلیہ کے طور پر اس طرح بیان کیا ہے۔

فاذا ظھرت امارات العدل واسفر وجھہ بای طریق کان فثم شرع اللہ ودینہ [2]

عدل وانصاف کی نشانیاں ظاہر ہو جائیں اور عدل کا چہرہ صاف نظر آنے لگے خواہ یہ کسی طریقہ سے بھی ہو تو وہیں اللہ کی شریعت اور اس کا دین ہے

علامہ ابن عربی

یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض ...... الخ کی تشریح میں رقمطراز ہیں۔

الخلفاء علی اقسام ۱۔ اولھم الامام الاعظم ...... والامام الاعظم لا یمکن لہ تولی کل الامور بنفسہ فلا بدمن الاستنابۃ وھی علی اقسام کثیرۃ منھا ، القضاء بین الناس فلہ ان یتقضی ولہ ان یقدم من لیقضی تقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مبانۃ علی ابن ابی طالب حین بعثہ الی الیمن [3]

ترجمہ:۔ خلفاء کی چند اقسام ہیں۔ ان میں سے سب سے پہلے امام اعظم ہے، اور امام اعظم کے لئے تمام امور کی تولی اور نگرانی ممکن نہیں لہٰذا ضروری ہے کہ وہ ان امور میں اپنے نائبین مقرر کرے اور نائبین کے تقرر کے لئے متعلقہ شعبہ جات متعدد اقسام پر ہیں متعدد اقسام ہیں جن میں سے ایک شعبہ قضا ہے چنانچہ اسے اختیار حاصل ہے کہ چاہے تو خود قضاء کا شعبہ سنبھالے اور چاہے تو کسی کو اس شعبہ کے لئے اپنا نائب اور قائمقام بنائے چنانچہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں

---

[1] المائدہ (۵): ۴۸ [2] الطرق الحکمیہ، ص ۱۴ [3] احکام القرآن لابن عربی، ج ۳، ص ۱۶۴۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے وقت وہاں کا شعیرہ تفا عر سونا تھا

اقامت عدل کا یہ حکم صرف امت مسلمہ کے لئے نہیں بلکہ غیر مسلموں کے معاملات میں بھی یہی حکم ہے

فان جاءوک فاحکم بینہم او اعرض عنہم وان تعرض عنہم فلن یضروک شیئاً

تو اگر یہ لوگ آپ کے پاس آویں تو خواہ آپ ان میں فیصلہ کر دیجیئے یا ان کو ٹال دیجیئے اور

اگر آپ ان کو ٹال ہی دیں تو ان کی مجال نہیں کہ آپ کو ذرا بھی ضرر پہنچا سکیں

درج بالا آیت میں آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ یہود کے مقدمات کا فیصلہ کریں یا اعراض کریں

علامہ ابن جصاص

ظاہر ذلک یقتضی معنیین احدہما تخلیتہم واحکامہم من غیر اعتراض الثانی التخییر بین الحکم والاعراض

واختلف السلف فی بقاء ہذا الحکم فقال قائلون التخییر باق وقال بعضہم کان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مخیرا حتی نزلت وان احکم بینہم بما انزل اللہ والقائل بالنسخ ہو ابن عباس[1]

اس آیت کا ظاہر دو معنوں کا متقاضی ہے ایک یہ کہ ان کو اور ان کے احکام کو بغیر اعتراض کے چھوڑ دیں۔ دوسرا یہ کہ حکم اور اعراض میں آپ کو اختیار ہے۔ سلف کا اس حکم کے بقا میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں آپ کے لئے یہ اختیار باقی ہے جب کہ بعض کا کہنا ہے کہ آیت کریمہ میں وان احکم بینہم کے نزول سے پہلے اختیار تھا اس آیت سے منسوخ ہو گیا ہے۔ نسخ کے قائل حضرت ابن عباسؓ ہیں۔

پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

وان احکم بینہم بما انزل اللہ ولا تتبع اہواءہم واحذرہم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک[2]

اور ہم حکم دیتے ہیں کہ آپ ان کے باہمی معاملات میں اس بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجیے۔ اور ان کی خواہشوں پر عملدرآمد نہ کیجیے اور ان سے یعنی ان کی بات سے احتیاط رکھیئے کہ وہ آپ کو اللہ کے بھیجے ہوئے کسی حکم سے بچلا دیں۔

اس آیت نے اپنے ماقبل کی آیت کو منسوخ کر دیا۔

علامہ ابن عربی

قال بعض المفسرین ہذہ الآیۃ التی ذکرتہا ناسخۃ لما قبلہا التی فیہا تخییر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ان یحکم بینہم او یعرض عنہم[3]

---

[1] احکام القرآن للجصاص، ج ۲، ص ۴۳۵۔ [2] المائدہ (۵)، ۴۹۔ [3] احکام القرآن لابن عربی، ج ۲، ص ۶۳۲، الخازن، ج ۱، ص ۶۱۔ الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ج ۲، ص ۲۸۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ونزلت هذه الآية في قضية قتيل كان بين اليهود فجاء كعب بن اسيد وعبد الله بن صوريا وشاس بن قيس الى الرسول صلى الله عليه وسلم فقالوا يا محمد قد عرفت انا احبار اليهود واشرافهم وسادتهم وان اتبعناك اتبعنا اليهود ولم يخالفونا وان بيننا وبين قومنا خصومة فنتحاكم اليك فاقض لنا عليهم نؤمن بك ونصدقك فابى رسول الله صلى الله عليه وسلم فانزل الله هذه الآية ۔ له ۵

یہ آیت کریمہ اس سابقہ آیت کا منسوخ کر رہی ہے جس میں آپ کو کفار کے درمیان فیصلہ کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ یہ آیت یہود کے ایک قتل کے بارے میں نازل ہوئی اس مقدمہ میں کعب بن اسید، عبد اللہ بن صوریا اور شماس بن قیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جانتے ہیں کہ ہم یہود کے علماء اور معززین ہیں اگر ہم آپ پر ایمان لے آئیں تو سارے یہود (گرد و نواح) آپ پر ایمان لائیں گے آپ اس مقدمہ میں فریق مخالف کے خلاف ہمارے حق میں فیصلہ کر دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور آپ کی تصدیق کر دیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انکار کر دیا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی

وانزلنا اليك الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب ومهيمنا عليه فاحكم بينهم بما انزل الله ولا تتبع اهواءهم عما جاءك من الحق لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا ۔ له

اور ہم نے یہ کتاب آپ کے پاس بھیجی ہے جو خود بھی صدق کے ساتھ موصوف ہے اور اس سے پہلے جو کتابیں ہیں ان کی بھی تصدیق کرتی ہے اور ان کتابوں کی محافظ ہے تو ان کے باہمی معاملات میں اسی بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ فرمایا کیجئے۔ اور یہ جو سچی کتاب آپ کو ملی ہے اس سے دور ہو کر ان کی خواہشوں پر عملدرآمد نہ کیجئے۔ تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی

خلاصہ جصاص

قال ابن عباس ومهيمنا عليه امينا عليه وقيل شاهدا وقيل حفيظا والمعنى فيه انه امين عليه ينقل الينا ما في الكتب المتقدمة من غير تحريف ولا زيادة ولا نقصان لان الامين على الشئ مصدق عليه (فاحكم بينهم بما انزل الله اليك) يدل على نسخ التخيير ويدل على انه لا يجوز الحكم بالتورية

له حوالہ بالا سورۃ المائدہ (۵) آیت ۴۸ [illegible] ۶۸۱۰ [illegible] ۱۵۶۰ [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ولا بالانجیل لانھم مامورون بترکہ واتباع شریعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم شریعۃ القرآن لانہ لجمیع الناس [1]

۵۔ تقویٰ، عدل کی منزل ہے

اسلامی عبارات میں تقویٰ ملاک الحسنات اور دینی عبارات کی اول الغایات ہے۔

ان التقوی ملاک الحسنات

نماز کے متعلق ارشاد ہے۔ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر [2]

فحش اور منکر سے بچے رہنا تقویٰ ہے۔ کیونکہ تقوی کا لغوی مفہوم ہی بچنا ہے اور روزہ کا مقصد بھی یہی ہے۔

یاایھا الذین امنو کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون [3]

اور قربانی سے مقصود بھی یہی ہے۔

لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم [4]

اور یہی تقویٰ ہے جسے عدل کی منزل قرار دیا گیا ہے۔

اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ [5] عدل کرو کہ عدل تقویٰ سے قریب تر ہے۔

اور مذکورۃ الصدر آیت میں معاً بعد فرمایا۔

واتقوا اللہ یعنی اللہ سے ڈرو

گویا عدل اور تقوی لازم و ملزوم ہیں اس سے یہ نتیجہ سامنے آیا ہے کہ جس شخص میں تقوی ہوگا وہ اللہ سے ڈرے گا اور عدل اختیار کرے گا۔

تفسیر ابی السعود

ان اللہ امر المومنین باقامۃ العدل وبین ان اقامۃ العدل بمکان من التقوی وبعد ما نھاھم من الجور، بین ان مقتضی التقوی واذا کان وجوب العدل فی حق الکفار بھذہ المثابۃ فما ظنک بوجوبہ فی حق المسلمین۔ [6]

---

[1] احکام القرآن للجصاص، ج ۲ ص ۴۴۲۔ فی ظلال القرآن، ج ۲، ص ۹۰۲۔
[2] العنکبوت: ۴۵۔ [3] سورۃ البقرہ: ۱۸۳۔ [4] سورۃ الحج: ۳۷۔ [5] المائدہ: ۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۶۔ احکام میں پہلا حکم عدل ہے سورہ نحل کی ایک آیت میں کچھ اچھی باتوں کا حکم دیا گیا ہے اور کچھ بری باتوں سے منع کیا گیا ہے لیکن ان اوامر ونواہی میں سب سے پہلے جس بات کا ذکر کیا گیا ہے وہ عدل ہی ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون [1]

بے شک اللہ حکم دیتا ہے عدل کا اور احسان کا اور قرابت داروں کو کچھ دینے کا، اور روکتا ہے بے حیائی سے اور برائی سے اور سرکشی سے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔

۷۔ عدل کی راہ میں رکاوٹ کی نشاندہی مدینہ طیبہ میں اسلامی ریاست کی باقاعدہ داغ بیل ڈالی جا رہی تھی اور انفرادی زندگی سے آگے اجتماعی زندگی میں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر عدل کے نفاذ اور قیام کی ضرورت تھی اس لئے ان پہلوؤں کی نشاندہی کر دی گئی جہاں اقامت عدل کو نقصان پہنچ سکتا تھا۔

انصاف کا مطالبہ صرف دوسروں ہی سے نہ ہو بلکہ اپنے نفس سے بھی ہونا چاہیئے۔ خود اپنی ذات کے علاوہ والدین یا اقرباء کے خلاف حق وانصاف کا راستہ اختیار کرنا آسان کام نہیں، عدل میں سب سے پہلے انسان کی اپنی ذات حائل ہوتی ہے اس کے بعد اقرباء ہوتے ہیں اقرباء میں سب سے زیادہ والدین کی محبت عدل کی راہ میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔ خواہش نفس کی پیروی اور دوسروں کی محبت وقرابت کی وجہ سے عدل وانصاف کا خون ہو سکتا تھا۔ اس لئے درج ذیل آیت میں انسان کی ان کمزوریوں کو پیش نظر رکھ کر ہدایات دی گئی ہیں۔

یاایھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علیٰ انفسکم او الوالدین والاقربین [2]

اے ایمان والو انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کے لئے گواہی دینے والے رہو اگرچہ اپنی ہی ذات پر یا کہ والدین اور دوسرے رشتہ داروں کے مقابلہ میں ہو۔

جس طرح محبت وقرابت عدل کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہے اسی طرح نفرت وعداوت بھی اس راہ کا سنگ گراں ہے عدل وانصاف کی ترازو ایسی صحیح اور متوازن ہونی چاہیئے کہ عمیق سے عمیق محبت اور شدید سے شدید عداوت بھی اس کے دونوں پلڑوں میں سے کسی پلڑہ کو جھکا نہ سکے۔

مذکورۃ الصدر آیت میں اپنی ذات اور برادری سے ہٹ کر اقامت عدل کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح

---

[1] نحل (۱۶) ۹۰ - [2] نساء (۴) ۱۳۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

درج ذیل آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی سے بغض و عداوت انصاف کے قیام میں رکاوٹ نہ بن جائے۔ اگر دشمن غیر مسلم بھی ہو اور اس کا مقابلہ خود اپنے نفس بلکہ اپنے ماں باپ سے ہو جائے تو بمقابلہ دشمن ان کا خلاف کیا جائے گا مگر غیر دشمن کو اس کا حق اسے بہرحال پورا پورا دلایا جائے گا اور عدل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مظلومیت کا احساس نہ ہو۔ وہ آیت یہ ہے

یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط ولا یجرمنکم شنئان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون [۱] مائدہ ۵-۸

اے ایمان والو اللہ کے لئے پوری پابندی کرنے والے انصاف کے ساتھ شہادت ادا کرنے والے رہو اور خاص لوگوں کی عداوت تمہارے لئے اس کا باعث نہ ہو جائے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو کہ وہ تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔

۸۔ اتفاقی طور پر انصاف کرنے سے ذمہ داری پوری نہیں ہوتی

اسلام میں ظلم جو عدل کی ضد ہے دشمن کے لئے بھی روا نہیں رکھا گیا۔ ان دونوں آیتوں کے طرز بیان میں یہ بات خاص طور پر قابل نظر ہے کہ "کونوا قوامین بالقسط شہداء" یا "قوامین للہ شہداء بالقسط" کا طویل جملہ اختیار کیا گیا ہے حالانکہ عدل وانصاف کا حکم صرف ایک لفظ "اقسطوا" کے ذریعہ بھی دیا جا سکتا تھا۔ اس طویل جملہ کے اختیار کرنے میں اس طرف اشارہ کرنا منظور ہے کہ اتفاقی طور پر کسی معاملہ میں عدل وانصاف کر دینے سے ذمہ داری پوری نہیں ہوتی۔ کیونکہ کسی معاملہ میں انصاف ہو جانا تو ایک طبعی امر ہے یہ تو ظالم سے ظالم حاکم سے بھی کسی معاملہ میں انصاف تو ہو ہی جاتا ہے۔ دونوں جملوں میں قوامین استعمال فرما کر یہ بتلا دیا کہ عدل وانصاف پر ہمیشہ، ہر وقت، ہر حال میں اور ہر دوست و دشمن کے لئے قائم رہنا ضروری ہے۔

۹۔ اقامت عدل کی ذمہ داری امت مسلمہ پر

آج کی دنیا میں جاہل عوام کو چھوڑیئے لکھے پڑھے تعلیم یافتہ حضرات بھی یہ سمجھتے ہیں کہ انصاف کرنا صرف حکومت وعدالت کا فریضہ ہے عوام اس کے ذمہ دار نہیں ہیں اور یہی وہ سب سے بڑی وجہ ہے جس نے ہر ملک وسلطنت میں حکومت اور عوام کو متضاد فریق بنا دیا ہے۔ ہر ملک کے عوام اپنی حکومت سے عدل وانصاف کا مطالبہ کرتے ہیں مگر خود کسی انصاف پر قائم رہنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ قانون معطل ہے اور جرائم کی روز افزوں ترقی ہے۔

---

[۱] المائدہ (۵) : ۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس میں کوئی شک نہیں کہ انصاف کا ایک درجہ حکومت اور حکام کے ساتھ مخصوص ہے اور اس راہ میں رکاوٹ بننے والوں کو سیدھا کر دیا جائے اور یہ اقامت عدل حکومت ہی کر سکتی ہے جس کے ہاتھ میں طاقت اور اقتدار ہے۔

وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس [1]

اور ہم نے لوہے کو پیدا کیا جس میں شدید ہیبت ہے اور اس کے علاوہ لوگوں کے اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں۔ مذکورۃ الصدر دونوں سورتوں، سورۃ نساء اور مائدہ کے دونوں مقام پر اقامت عدل کا خطاب کا آغاز یاایھا الذین امنوا سے فرمایا گیا ہے تو اس کا واضح مطلب یہ سامنے آیا ہے کہ اقامت عدل کی اس اہم فریضہ کی ذمہ داری حکومت و عدالت کے علاوہ امت مسلمہ پر بھی آتی ہے۔

۱۰۔ عدل کا تعلق بنی نوع انسان سے ہے

مگر عدل وانصاف کا یہ حق امت مسلمہ کے علاوہ بنی نوع انسان کے ہر فرد کو حاصل ہوگا خواہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو۔

"واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل"

یہاں "محاکمہ بین المسلمین" کی بجائے "بین الناس" فرمایا گیا ہے۔ یہاں سے اسلام کے تصور عدل کی جامعیت اور یکسانیت کا پتہ چلتا ہے کہ عدل صرف مسلمان کا ہی نہیں ہر انسان کا حق ہے۔

۱۱۔ مفت اور فوری حصول انصاف عدل کا تقاضہ ہے

انصاف میں تاخیر کرنا بھی ظلم ہے اسلامی حکومت کی ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ رعایا کو مفت اور فوری انصاف مہیا کیا جائے۔ انصاف ہر شہری کا حق ہے اور یہ بات اسلامی تصور عدل کے خلاف ہے کہ انصاف دینے کے لئے معاوضہ لیا جائے۔ انصاف میں بے جا تاخیر کرنا بھی ظلم کے مترادف ہے۔ وکلاء کی بھاری فیس، اسٹامپ اور کتابت کے اخراجات کے علاوہ ایک معمولی سے مقدمہ میں بے ضرورت پچاسوں تاریخیں، آمدورفت کے اخراجات، عدالتوں کے لایعنی چکر ان تمام چیزوں کی وجہ سے غریبوں کو انصاف کا میسر آنا نہایت دشوار ترین ہے۔

۱۲۔ کورٹ فیس اور عدل

کورٹ فیس عدل میں رکاوٹ کا باعث ہے اس لئے اسلام کے عدالتی نظام میں کورٹ فیس کا کوئی جواز نہیں۔ عدل وانصاف مہیا کرنا اسلامی حکومت کے فرائض منصبی میں شامل ہے۔ اس لئے اس کی قیمت اور معاوضہ "کورٹ فیس"

[1] الحدید (۵۷): ۲۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے نام سے وصول کرنا بھی ناجائز ہے۔ اور اہل معاملہ سے اس نام پر فیس کی وصولی اس طرح حرام ہے جیسے رشوت حرام کی گئی ہے۔ انصاف پر کورٹ فیس اور سٹامپ اور طرح طرح کے اخراجات ڈالنا در حقیقت انصاف کی تجارت ہے اور رشوت لے کر فیصلے کرنا یہ حکام کی تجارت ہے اور یہ دونوں ظلم ہیں اور فقہائے کرام نے یہ مسئلہ لکھا ہے کہ ظلم کو عدل سمجھنا کفر ہے۔

علامہ رشید رضا

علامہ رشید رضا بجا لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ نے مطلق طور پر عدل کا حکم دیا ہے۔ [1]

حقیقی مساوات جس کا اسلام علمبردار ہے بغیر عدل کامل کے نمایاں نہیں ہو سکتی کیونکہ ادائیگی حقوق کا نام عدل اور تلفی حقوق کا نام ظلم ہے۔

ولا یجرمنکم شنئان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی [2]

یہاں عدل و انصاف کی قیمت متحدہ ملت کی بجائے بنی نوع انسان کا ہر وہ فرد ہے جو اس کا مستحق ٹھہرے

ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولی بھما فلا تتبعوا الھوی ان تعدلوا وان تلووا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا [3]

۱۳۔ عدل کی اصل مساوات عامہ ہے

اسلامی تصور انصاف سختی کے ساتھ مساوات کی تلقین کرتا ہے اور عدل کی اصل مساوات عامہ ہے

یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ان اللہ علیم خبیر [4]

اے انسانی اقوام میں نے تم سب کو ایک باپ اور ماں سے پیدا کیا ہے۔ پھر تمہیں قومیں اور ذاتیں بنایا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان لو۔ تم میں سب سے زیادہ صاحب عزت و شرافت وہ ہیں جو سب سے زیادہ قانون الٰہی پر چلنے والے ہوں۔ یقیناً اللہ تمہارے ظاہری حالات کا عالم اور باطنی ارادوں سے واقف ہے۔

قومیت کا غرور، رنگ و نسل کا امتیاز، جغرافیائی حدود کا اختلاف اور مختلف زبان بولنے والوں کا لسانی جھگڑا، یہ سب باتیں مساوات کے خلاف ہیں جن کا آیت کریمہ میں کلیتہً رد کیا گیا ہے۔

---

[1] سید رشید رضا، تفسیر القرآن الحکیم، ج ۵، ص ۱۷۵۔ [2] المائدہ (۵) : ۸۔ [3] آیت قرآن
[4] الحجرات (۹) : ۱۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بحوالہ ابن ہشام (فرمان نبوی صلے اللہ علیہ وسلم)

یا معشر قریش ان اللہ قد اذہب عنکم نخوۃ الجاہلیۃ وتعظمہا بالاباء ایہا الناس کلکم من آدم وادم من تراب لا فخر للانساب ولا فضل لعربی علی عجمی ولعجمی علی عربی ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم [1]

او کما قال علیہ السلام

اے گروہ قریش اللہ نے تمہاری جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا کی بزرگی کے فخر کو تم سے دور کر دیا ہے اے لوگو! تم سب آدم سے ہو اور آدم مٹی سے تھے نسب کے لئے کوئی فخر نہیں، عربی عجمی پر عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں، تم میں سب سے زیادہ معزز وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

تمام انسانوں کی قومیت، مادہ تخلیق اور خمیر ایک ہی ہے اور سب کا وطن بھی ایک ہی قرار دیا یعنی کرۂ زمین۔

ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین

اور نبوت کی نگاہ میں سب رنگ یک رنگ ہو گئے، سفید فام اور سیاہ فام کا کوئی امتیاز باقی نہیں۔

بعثت الی الاسود والاحمر

میں کالے اور گورے سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

صہیبؓ رومی ہو یا بلالؓ حبشی مختلف رنگوں میں ڈوبے ہوؤں کو ایک ہی رنگ چڑھا۔

صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ

رنگ تو اللہ ہی کا ہے اور اللہ کے رنگ سے کس کا رنگ بہتر ہو سکتا ہے۔

قضاء اور عدل

قضاء عدل کا عین ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ عدل قضاء کا عکس ہے۔ انہ تفعلہ ہو العدل بعینہ بل العدل تستنبہ منہ، گویا قضاء اصل ہے اور عدل اس کی فرع ہے۔ اس وجہ سے عدل کے ضمن میں قضاء کی بحث لائی گئی ہے۔

قضاء کی لغوی تحقیق

لفظ قضاء لغت میں قضی یقضی سے مصدر کا صیغہ ہے۔ اصل میں قضایٌ تھا عربی زبان کے ایک قاعدہ کے مطابق یا کو ہمزہ سے بدل دیا گیا۔

---

[1] سیرت ابن ہشام، ج ۲، ص ۵۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۔ **الجوہری** | اصلہ قضای ، لانہ من قضیت الا ان الیاء لما جاءت بعد الالف ھمزت وقضی علیہ ای حکم علیہ وبینہما فھو قاض وذلک مقضی علیہ ومنہ قضی القاضی بین الخصوم [1]

اصل میں قضائی تھا یا الف کے بعد آئی اس لیے اس کو (صرف کے قانون کے مطابق) ہمزہ سے بدل دیا گیا (قضاء ہوگیا) اور قضا کا مطلب فیصلہ کرنا، حکم لگانا۔ فاعل قاضی اور مفعول مقضی علیہ ہے۔

۲۔ **محمد مرتضی زبیدی**

ای قطع بینہم فی الحکم [2]

یعنی ان کے درمیان فیصلہ کیا

۳۔ **کلیات ابو البقاء وغیرہ** | کسی چیز کو قول یا فعل کے ذریعہ پورا کرنا ہے۔ [3]

۴۔ عربی میں جب یہ کہا جائے "قضی فلان نحبہ"، تو اس کا مطلب یہ ہے "انقطعت حیاتہ فمات" اس کی زندگی ختم ہوگئی اور وہ مر گیا۔

۵۔ "قضی فلان دَینہ"، کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس نے اپنا قرضہ ادا کر دیا۔ قضاء کے لغوی معنی انقطاع کے ہیں ان سب میں جو مفہوم مشترک ہے وہ کسی چیز کے مکمل اور حتمی طور پر طے کر دینے یا ختم کر دینے کے ہیں۔

قرآن حکیم میں لفظ قضاء کے متعدد مفہوم مختلف آیات کی روشنی میں ——

قرآن حکیم میں بھی اس لفظ کا استعمال مختلف مواقع پر آتا ہے۔

۱۔ واذا قضی امراً [4] ای اذا اراد امراً

اور جب اللہ کسی کا ارادہ کر لیتا ہے ___ یہاں اس کے معنی ارادہ کرنے کے ہیں۔

۲۔ فلما قضی زید منہا وطراً [5] ___ ای اخذ ما حبتہ

پھر جب زید کا اس سے جی بھر گیا۔

۳۔ فمنہم من قضی نحبہ (ای من مات لتہ) ومنہم من ینتظر

---

[1] الصحاح، ج ۶، فصل القاف، باب الیاء، ص ۲۴۶۳۔ [2] محمد مرتضی زبیدی، تاج العروس، ج ۱۰، ص ۲۹۶۔ ۲۹۷ المصباح المنیر للفیومی، ج ۲، ص ۶۱۲۔ [3] کلیات ابو البقاء ودیگر ماہرین لغت، بحوالہ ابن عرنوس، ص ۳۱۔ [4] روح المعانی، ج ۱۵ ص ۵۰۔ [5] الاحزاب (۳۳، ۳۷)۔ [6] الاحزاب (۳۳، ۲۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پھر بعض تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے ہیں (یعنی وفات ہو گئے) اور بعض ان میں مشتاق ہیں۔

۴۔ فاذا قضیتم مناسککم [1] ای فرغتم بعبادة المناسك۔ پھر جب تم اپنے اعمال حج پورے کر چکو

۵۔ فاقض ما انت قاض [2] بمعنی الفصل۔ جو تجھے کرنا ہے کر گزر۔

۶۔ "فوکزه موسیٰ فقضیٰ علیه [3]" ای فقتله

ترجمہ:۔ تو موسیٰ نے اس کو (ایک) گھونسا مارا سو اس کا کام ہی تمام کر دیا۔

"وقضیٰ ربك [4]" اور تیرے رب نے حکم دیا۔ اس جگہ اس کے معنی حکم دینے کے ہیں۔

"والله یقضی بالحق" ای یحکم منه قضی القاضی بین الخصوم [5]

۷۔ فاذا قضیت الصلوة [6]۔ جب نماز ادا کر دی جائے۔ اس موقع پر اس کے معنی ادا کر دینے کے ہیں۔

۸۔ قضی الامر [7] الذی فیه تستفتیٰن

جس بارے میں تم پوچھتے تھے وہ اس طرح مقدر ہو چکا۔ اس کے معنی فارغ ہو جانے کے بھی ہیں۔

۹۔ فاذا قضیتم مناسککم۔ ای ادیتموها وفرغتم [8] "پھر جب تم اپنے اعمال حج پورے کر چکو" یعنی انہیں ادا کر دو اور تم فارغ ہو جاؤ یعنی فراغ اور ادا کے معنی میں آتے ہیں۔

۱۰۔ فلما قضینا علیه الموت [9]۔ ای الزمناه۔ "پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کر دیا" یعنی لزوم کے معنی میں ہے اور قضی اتقاضی کا مطلب بھی یہی ہے۔ الزم الحق علیه

۱۱۔ فقضاهن سبع سموات [10]۔ ای خلقهن۔ صنع اور تقدیر کے مفہوم میں آتا ہے۔

۱۲۔ ولولا کلمة سبقت من ربك الیٰ اجل مسمی لقضی بینهم [11]۔ اور اگر آپ کے پروردگار کی طرف سے ایک وقت معین تک (کے لئے مہلت دینے کی) ایک بات پہلے قرار نہ پا چکی تو (دنیا میں) ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

"ای لفصل الحکم بینهم" یعنی ان کے درمیان فیصلہ کر دیا گیا ہوتا۔

۱۳۔ وقضینا الیه ذلك الامر [12]۔ ای انهیناه الیه وابلغناه ذلك [13]

"اور ہم نے لوطؑ کے پاس یہ حکم بھیجا" یعنی ہم نے اس کی طرف پہنچایا۔

---

[1] البقرہ (۲) ۲۰۰۔ [2] طٰہٰ (۲۰) ۷۲۔ [3] القصص (۲۸) ۱۵۔ [4] بنی اسرائیل (۱۷) ۲۳۔ [5] روح المعانی، ج ۲۴، ص ۵۴۔ [6] الجمعہ (۶۲) ۱۰۔ [7] یوسف (۱۲) ۴۱۔ [8] البقرہ (۲) ۲۰۰۔ روح المعانی، ج ۲، ص ۱۲۷، طبعۃ الحلبی۔

[9] سباء (۳۴) ۱۴۔ [10] تفسیر النسفی، ج ۴، ص ۹۰۔ صفوة البیان، ج ۲، ص ۲۷۶۔ روح المعانی، ج ۲۴، ص ۹۲۔

[11] شوریٰ (۴۲) ۱۴۔ [12] حجر (۱۵) ۶۶۔ [13] روح المعانی، ج ۱۴، ص ۶۴۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حاصل کلام حاصل یہ ہوا کہ لفظ قضاء کے بہت سے معانی ہیں مگران سب میں الزام، انقطاع اور کسی کام کے پورا ہونے کا معنی قدر مشترک کے طور پر لازمی پایا جاتا ہے [۱]

لغت کی کتابوں میں اس لفظ کے متعدد معنے آئے ہیں لیکن فریقین کے درمیان کسی تنازعے کا فیصلہ کرنا اس کا کثیر الاستعمال مفہوم ہے۔ قضی بین الخصمین وعلیھما ای حکم بینھما وعلیھما یعنی اس نے فریقین کے درمیان تصفیہ کر دیا اور ان پر اپنا فیصلہ نافذ کر دیا اسی اساسی مفہوم کی مناسبت سے فقہاء نے قضاء کی قانونی اور اصطلاحی تعریف مختلف الفاظ میں کی ہے، لیکن مفہوم سب کا ایک ہے۔

قضاء کا اصطلاحی مفہوم

۱۔ **حنفی نقطہ نظر ابن عابدین** الفصل فی الخصومات، وقال العلامۃ قاسم انہ انشاء الزام فی مسائل الاجتہاد للمتقاربۃ فیما یقع فیہ النزاع لمصالح الدنیا [۲]

مقدمات کا فیصلہ کرنا۔ علامہ قاسم فرماتے ہیں دینی مصالح کے لئے نزاعی امور میں کسی اجتہادی مسئلے کے فیصلہ کو لازم کرنے کو قضاء کہتے ہیں۔

۲۔ "الفصل فی الخصومات و قطع المنازعات علی وجہ مخصوص" [۳]

ترجمہ: مقدمات کا فیصلہ اور تنازعات کا خاص انداز میں خاتمہ

۳۔ **علامہ عینیؒ** وفی الشرع یراد بہ الالزام وفصل الخصومات وقطع المنازعات

شریعت میں اسی سے مراد مقدمات کا فیصلہ کرنا، منازعات کا ختم کرنا اور کوئی فیصلہ کسی شخص پر لازم کرنا ہے

۴۔ **المنجد** لفظ قضا حکم اور حاکمیت کے معنی میں آتا ہے۔ [۴]

۵۔ الحکم ھو عبارۃ عن قطع الحاکم المخاصمۃ وحسمہ ایاھما وھو علی قسمین القسم الاول ھو الزام الحاکم المحکوم بہ علی المحکوم علیہ بکلام کقولہ حکمت او اعط الشیئ الذی ادعی علیک ویقال لھذا قضاء الالزام وقضاء الاستحقاق والقسم الثانی ھو منع الحاکم المدعی عن المنازعۃ بکلام کقولہ لیس لک حق او انت ممنوع عن المنازعۃ ویقال ھذا قضاء الترک [۵]۔

---

[۱] شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) فتاوی ابن تیمیہ، ج ۱۴، ص ۱۷۱۔ طاہر احمد الزاوی، ترتیب القاموس المحیط، ج ۳، ص ۶۴۹ مادہ ق ض ی، تاج العروس، ج ۱۰، ص ۲۹۶۔ القاموس المحیط الفیروزآبادی۔ ج ۴، ص ۳۷۹۔ روح المعانی، ج ۱۵، ص ۵، مجموعہ فتاوی امام ابن تیمیہ ج ۱۴، ص ۱۷۱۔ الانصاف، ج ۱۱، ص ۱۵۴۔ [۲] حاشیہ ابن عابدین، ج ۴، ۲۹۶۔ وانظر ادب القاضی للخصاف بشرح صدر الشہید، ص ۱۲۶۔ [۳] ابن عابدین حاشیہ رد المحتار، ج ۵، ص ۳۵۲، البحر الرائق، ج ۶، ص ۲۷۷۔ [۴] البنایہ، ج ۷، ص ۳، تبیین الحقائق ج ۴، ص ۱۷۵۔ درر الاحکام شرح غرر الاحکام، ج ۲، ص ۴۰۳۔ المجلہ، مادہ ۱۷۸۴۔ [۵] المجلہ۔ مادہ ۱۷۸۶۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حکم، حاکم کے اس فیصلہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ وہ مخاصمت کو ختم کرتا اور مٹا دیتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں اول یہ کہ حاکم نے محکوم علیہ پر محکوم بہ کو لازمی قرار دیا مثلاً یہ کہا کہ میں نے یہ حکم دیا یا یہ کہ تم پر جو دعویٰ کیا گیا تم اس کو ادا کرو۔ اس قسم کے فیصلے (حکم) کو قضاء الالزام اور قضاء الاستحقاق کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ حاکم نے مدعی کو منازعت سے روک دیا مثلاً یہ کہا کہ تمہارا کوئی حق نہیں یا تم کو جھگڑا کرنے سے ممانعت کی جاتی ہے اسے قضاء ترک کہتے ہیں۔

۶۔ ابن ہمام | قضاء وہ ادارہ ہے جو نزاعی مقدمات کا فیصلہ دیتا ہے۔ [۱]

۷۔ امام سرخسی | معاملہ کی حقیقی نوعیت کا دریافت کرنا، فریقین کا بیان سننا اور ان کی مراد کو سمجھنا اور اس کے مطابق فیصلہ دینا قضاء کا کام ہے۔ [۲]

۸۔ علاء الدین حصکفی | مقدمات کا نمٹانا اور جھگڑوں کا ختم کرنا۔ [۳]

مالکی نقطہ نظر (۱) ابن فرحون | قضاء کسی شرعی حکم کی اس خبر کو کہا جاتا ہے جو کسی ایک فریق پر لازم کیا گیا ہو علیٰ سبیل الالزام کی قید سے مفتی کا فتویٰ خارج ہو جائے گا کیوں کہ فتویٰ علیٰ سبیل الالزام نہیں ہوتا۔ قضاء سے مراد خالق اور مخلوق کے مابین واسطہ بن کر کتاب و سنت کے ذریعہ مخلوق کے مابین خالق کے اوامر و احکام کو ادا کرنا۔ [۴]

(۲) ابن عرفہ | قضاء ایک ایسی اعتباری صفت ہے جو اپنے موصوف کے حق میں اس کے شرعی احکام کے نافذ العمل ہونے کو لازمی قرار دیتی ہے۔ چاہے یہ حکم کسی کو عدل قرار دینے کے بارے میں یا مجروح قرار دینے کے بارے میں نیز یہ اس صفت کا تعلق مسلمانوں کے عمومی (یعنی ریاستی) مصالح سے نہ ہو۔ [۵]

(۳) محمد بن خطاب | قضاء سے مراد واجب العمل قرار پانے کے لئے حکم شرعی سے آگاہ کرنا۔ [۶]

(۴) الدردیر | شریعت کی اصطلاح میں قضاء سے مراد کسی حاکم یا حکم کا وہ فیصلہ جو اس نے کسی ایسے معاملے میں دیا ہو جو اس کے نزدیک ثابت ہو چکا ہو۔ [۷]

شافعی نقطہ نظر | (۱) قضاء دو فریقوں کے جھگڑے کو اللہ کے حکم کے مطابق ختم کرنے کا نام ہے۔ بعض علماء شافعیہ کا کہنا ہے کہ قضاء اس شخص پر کسی حکم کو لازم قرار دینے کا نام ہے جس پر شریعت کی رو سے وہ حکم لازم ہوتا ہے۔ [۸] یعنی وہ فیصلہ قضاء شرعی کی رو سے معتبر نہ ہوگا جو بغیر ما انزل اللہ سے ہوا ہو۔

---

[۱] ابن ہمام، فتح القدیر، ج ۶، ص ۳۵۶۔ [۲] المبسوط، ج ۱۴، ص ۶۰۔ [۳] علاء الدین حصکفی۔ الدر المختار مع حاشیہ ابن عابدین، ج ۵، ص ۳۵۲

[۴] ابن فرحون، تبصرۃ الحکام، ج ۱، ص ۸۔ شرح فتح الجلیل، ج ۴، ص ۱۳۶۔ البہجۃ شرح التحفۃ، ج ۱، ص ۱۵۔ طرابلسی، معین الحکام، ص ۶۔ ابن الامیر، حاشیہ حجازی علی مجموع الامیر، ج ۲، ص ۲۰۸۔ [۵] محمد بن عرفہ التونسی المالکی، شرح حدود ابن عرفہ، ص ۴۳۳۔ [۶] محمد بن الخطاب المالکی، مواہب الجلیل، ج ۶، ص ۸۶۔ [۷] ابو البرکات احمد بن محمد الدردیر، الشرح الصغیر، ج ۴، طبع قاہرہ، ۱۹۷۴، ص ۱۸۷۔ [۸] مغنی المحتاج، ج ۴، ص ۳۷۱، حاشیہ الاحمدی، ج ۲، ص ۱۔۔۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۲) شمس الدین الشربینی | قضا سے مراد دو سے یا دو سے زیادہ فریقوں کے مابین اللہ کے حکم کے مطابق جھگڑا ختم کرا دینا۔ [۱]

عزالدین عبدالسلام | (۳) کسی واقعہ میں اس شخص کے لئے حکم شرعی کو واضح کرنا جس پر اس معاملہ میں اس حکم شرعی پر عمل کرنا فرض ہو جائے [۲]

حنبلی نقطۂ نظر | حکم شرعی کا بیان کرنا اور اسے کسی فریق پر لازم قرار دینا اور مقدمات فیصل کرنا ہے [۳]

تعریفات سید شریف | دلائل کی بنا پر حق واجب کو تسلیم کرنا اور ثابت شدہ حق کو حکم سے ظاہر کرنا قضاء کی حقیقت ہے [۴]۔

صاحب ملتقی | (۱) علماء شریعت نے فرمایا کہ قضا سے مراد فصل خصومات یعنی جھگڑوں کا فیصلہ کرنا ہے یا قضاء اس فیصلہ کو کہتے ہیں جو حکومت عامہ اور ولایت عامہ کی جانب سے بطور حکم فیصل کے صادر ہو۔

(۱۱) شریعت کی اصطلاح میں قضاء کے معنی لوگوں کے جھگڑوں اور نزاع کو احکام شریعت کے ذریعے قرآن وحدیث کے مطابق طے کرتا ہے تاکہ دعوے اور جھگڑے رفع ہو جائیں۔

ابن عرنوس | حکومت کے مقرر کردہ با اختیار ادارے کی طرف سے کتاب وسنت اور احکام شرع کی روشنی میں لوگوں کے تنازعات کا تصفیہ کرنے اور مقدمات فیصل کرنے کا نام قضا ہے۔ [۵]

خلیفہ کی طرف سے مصلحت عامہ کے پیش نظر شرعی حکم میں ولایت کا نام ہے۔ [۶]

ماحصل کلام | قضاء کی تعریف سے یہ بات واضح ہو گئی کہ مختلف تعریفوں میں یہ اختلاف حقیقی نہیں محض لفظی ہے۔ اور ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں

ان القضاء هو الحكم بين الخصمين بما انزل الله على سبيل الالتزام

قضاء اور حکم

چونکہ شریعت اسلامیہ میں قضا اور حکم مترادف المعانی ہیں اس لیے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ یہاں حکم کی لغوی اور اصطلاحی تعریف ذکر کر کے قضاء بمعنی حکم تشریعی کا مفہوم واضح کر دیں۔ کیونکہ ایک محقق جب قضا سے متعلق قرآن وسنت کی نصوص کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے سامنے بار بار قضاء اور حکم کے الفاظ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے ہوئے آتے ہیں۔ ذیل میں ہم حکم کا مفہوم واضح کر کے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ان دونوں الفاظ سے شریعت اسلامیہ میں ایک ہی مفہوم اور مدلول مراد لیا جاتا ہے۔

---

[۱] شمس الدین الشربینی الخطیب الشافعی (متوفی ۹۸۰ھ)، مغنی المحتاج، ج ۴، ص ۳۰۳۔ [۲] علامہ عزالدین عبدالسلام السلمی الشافعی بحوالہ مغنی المحتاج، ج ۴، ص ۳۷۳۔ [۳] کشاف القناع، ج ۴، ص ۲۵۰۔ شرح منتہی الارادات، ج ۳، ص ۴۵۹۔ [۴] تعریفات سید شریف، ص ۱۱۸۔ [۵] ابن عرنوس، ص ۳۱۔ [۶] شرح الازھار، ج ۴، ص ۳۰۸۔ البحر الزخار، ج ۵، ص ۱۰۹۔

© rasailojaraid.com